بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹ و ۱م

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم جمعہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲ ۱ پیسے

جلد ۵۳/۱۸	۲۷ نبوت ۱۳۴۳ ہش ۲۱ رجب ۱۳۸۴ھ ۲۷ نومبر ۱۹۶۴ء	نمبر ۲۷۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲۶ نومبر بوقت ۹ بجے صبح

کل حضور کو ضعف کی شکایت رہی۔ اِس وقت بفضلہ تعالیٰ حضور کی طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں ٭

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

صحابہؓ کی طرح اپنے کاروبار چھوڑ کر یہاں آکر بار بار اور عرصہ تک صحبت میں رہو

تاکہ وہ دیکھو جو صحابہؓ نے دیکھا اور وہ پاؤ جو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پایا

"جو چاہتا ہے کہ خدا کو پائے اور جو قوم خدا کو ملے وہ زندوں کو تلاش کرے کیونکہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے نہ کہ مُردہ۔ جن کا خدا مُردہ ہے، جن کی کتاب مُردہ ہے وہ مُردوں سے مدد چاہیں تو کیا تعجب ہے۔ لیکن اگر سچا مسلمان جس کا خدا زندہ خدا، جس کا نبی زندہ نبی، جس کی کتاب زندہ کتاب ہے، اور جس دین میں ہمیشہ زندوں کا سلسلہ جاری ہے اور ہر زمانہ میں ایک زندہ انسان خدا تعالیٰ کی ہستی پر زندہ ایمان پیدا کرنے والا آتا ہے وہ اگر اس زندہ کو چھوڑ کر بوسیدہ ہڈیوں اور قبروں کی تلاش میں سرگرداں ہو تو البتہ تعجب اور حیرت ہے۔

پس تم کو چاہیئے کہ تم زندوں کی صحبت تلاش کرو اور بار بار اس کے پاس آکر بیٹھو۔ ہاں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک دو مرتبہ میں تاثیر نہیں ہوتی۔ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے۔ جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوئی۔ جو سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہوگا اس میں بھی تدریجی ترقی کا قانون کام کرتا ہوگا۔ پس چاہیئے کہ صحابہؓ کی طرح اپنے کاروبار چھوڑ کر یہاں آکر بار بار اور عرصہ تک صحبت میں رہو تاکہ تم وہ دیکھو جو صحابہؓ نے دیکھا اور وہ پاؤ جو ابوبکرؓ اور عمرؓ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پایا۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے یا توں ہوڑ مقدمے یا توں اللہ نوں لوڑ۔

تم دیکھتے ہو کہ مَیں بیعت میں یہ اقرار لیتا ہوں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ یہ اس لئے تا کہ میں دیکھوں کہ بیعت کنندہ اس پر کیا عمل کرتا ہے۔ ذرہ سی نئی زمین کسی کو مل جائے تو وہ گھر بار چھوڑ کر وہاں جا بیٹھتا ہے اور ضروری ہوتا ہے کہ وہ وہاں رہے تا وہ زمین آباد ہو۔ پھر ہم جو ایک نئی زمین اور ایسی زمین دیتے ہیں جس میں اگر صفائی اور محنت سے کاشت کی جاوے تو ابدی پھل لگ سکتے ہیں کیوں یہاں آکر لوگ گھر نہیں بناتے۔ اور اگر اس بے احتیاطی کے ساتھ اس زمین کو کوئی لیتا ہے کہ بیعت کے بعد یہاں آنا اور چند روز ٹھہرنا بھی دوبھر اور مشکل معلوم ہوتا ہے تو پھر اس کی فصل پکنے اور بار آور ہونے کی کیا امید ہو سکتی ہے۔" (الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— ○ جیسا کہ قبل ازیں متعدد بار اعلان ہو چکا ہے انصار اللہ کا سہ ماہی چہارم کا امتحان ربوہ میں ۱۱ دسمبر بروز جمعہ اور بیرونجات میں ۱۳ دسمبر بروز اتوار ہوگا۔ نصاب درج ذیل ہے۔

معیار اول (۱) آخری پارہ کا ربع دوم (ترجمہ)

(ب) ربع دوم کی پہلی تین سورتیں۔ التطفیف، الانشقاق اور البروج حفظ

(ج) حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کے کوئی سے پانچ کارنامے (تحریری)

معیار دوم۔ (ناخواندہ و معذورین کے لئے)

(۱) قرآن مجید ناظرہ جتنا ہو سکے۔

(ب) معیار اول کی تین سورتوں میں سے کوئی ایک (زبانی)

(ج) حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کے پانچ کارنامے (زبانی)

احباب مقررہ تاریخوں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں امتحان میں شریک ہوں۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

— ○ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر دکانیں لگانے کے خواہشمند احباب اپنی درخواستیں پریذیڈنٹ صاحب کی تصدیق کے ساتھ نظارت امور عامہ کے توسط سے افسر صاحب جلسہ سالانہ کو ۱۵ دسمبر تک بھجوا دیں اس کے بعد آنے والی درخواستوں پر غور نہ کیا جا سکیگا۔

نوٹ۔ احباب مطلع رہیں کہ حسب فیصلہ نظارت اصلاح و ارشاد سگریٹ کی دوکان لگانے کی اجازت نہ ہوگی

(منتظم دکانات جلسہ سالانہ)

— ○ مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی ناظم جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان ۳ نومبر سے بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہیں۔ اور بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ احباب ان کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۷ نومبر ۶۴ء

اِنّا نحن نزّلنا الذکر واِنّا لہ لحافظون

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ جو خود اسلام کا محافظ اور ناصر ہے وہ اب چاہتا ہے کہ اسلام کا پاک اور درخشاں چہرہ دکھایا جاوے چنانچہ یہ سلسلہ جو اس نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ الٰہی نصرت کا وقت آپہنچا اور اسلام کی عزت اور جلال کے دن آگئے کیونکہ خدا تعالیٰ کی تائیدیں اور نصرتیں جو ہمارے شاملِ حال ہیں یہ آج کسی مذہب کے پیرو کو نصیب نہیں۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ کیا کوئی اہلِ مذہب ہے جو اسلام کے سوا اپنے مذہب کی حقانیت پر تائیدی اور سماوی نشان پیش کر سکے۔ خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ جو قائم کیا ہے یہ اس حفاظت کے وعدہ کے موافق ہے جو اس نے اِنّا نحن نزّلنا الذکر و انا لہ لحافظون میں کیا ہے"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ $\frac{۳۱۰}{۳۱۱}$)

آج جو اسلام کی حالت ہو گئی ہے وہ اسلام کے بہی خواہوں کی زبانی آپ روز سنتے رہتے ہیں۔ کوئی اسلامی کہلانے والا اخبار اٹھا کر دیکھئیں آپ کو نئی زمانہ اسلام کی بے چارگی ظاہر کرتا ہوا نظر آئے گا۔ کوئی بھی پہلو تو ایسا نہیں ہے جو صحیح ہو۔ معاشرہ کو دیکھئے تو وہ اسلام سے خالی ہے۔ سیاست کو ملاحظہ کیجئے تو وہاں بھی اسلام کو نعوذ باللہ کانٹوں میں گھسیٹا جا رہا ہے۔ بازاروں اور گھروں میں اسلام کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔ البتہ اسلام کا نام ہے کہ آج ہر ایک کی زبان پر جاری ہے مگر بجائے اس کے کہ اسلام کی خدمت کریں الٹا اسلام کے نام سے ہر قسم کے مفادات وابستہ کر دیئے گئے ہیں۔

ہم اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ پر جریدہ "چٹان" کا ایک نوٹ شائع کر رہے ہیں اس سے معلوم ہو گا کہ کس طرح اسلام کو ناجائز طور پر سیاست کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ ایسی حالت میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ آپ ہی کی مندرجہ ذیل عبارت قابلِ غور ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

"اسلام کی موجودہ حالت خود بتا رہی ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی سلسلہ ایسا قائم کرے جو اس کو ان مشکلات سے نجات دے۔ زیرک اور دانشمند انسان کے لئے کیا یہ کافی نہیں ہے کہ جب زمین پر تیاری ہے تو آسمان پر کوئی تیاری نہ ہو گی؟ کیا مخالفوں نے اسلام کے نیست و نابود کرنے میں کوئی کمی چھوڑی ہے۔ پادریوں کی طرف دیکھو کہ انہوں نے کس قدر زور لگایا ہے۔ ان لوگوں کے ارادے ہیں اور ان کے نزدیک وہ امن جس کو یہ امن قرار دیتے ہیں اسوقت قائم ہو سکتا ہے کہ اسلام کا استیصال ہو جاوے۔ جو شخص قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی مانتا ہے۔ اسے سمجھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے جو یہ وعدہ کیا تھا کہ انّا نحن نزّلنا الذکر وانا لہ لحافظون کیا وہ اس وقت ان بے جا حملوں کے دفاع اور فرو کرنے کے لئے اس صدی کے سر پر اپنی سنّتِ قدیمہ کے موافق کوئی آسمانی سلسلہ قائم نہ کرتا؟؟! اور پھر قرآن شریف میں جبکہ یہ صاف فرما دیا ہے کہ انّ مع العسر یسرا۔ تو کیا ضروری نہ تھا کہ ان تنگیوں کی جن میں آج اسلام مبتلا ہے۔ انتہا ہوتی؟ اور یُسر کی حالت پیدا ہوتی؟ ضرور تھا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔" (ایضاً ص ۳۴۴)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی تجدید و احیا کے لئے جو سلسلہ قائم کیا ہے مسلمانوں نے اس کو بالکل نظر انداز کر رکھا ہے اور خود ساختہ مصلحین اور ابن الوقت سیاسی وغیرہ لوگوں نے اسلام کو اپنے اغراض و مقاصد کا آلۂ کار بنا لیا ہوا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یہ ایسی باتیں ہیں کہ ان پر غور کرنے سے ضروری طور پر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اس مصیبت اور تنگی کے وقت ضرور آسمان پر ایک سامان ہو چکا ہے اور تیاری ہو رہی ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ اسلام اپنی اصلی حالت اور صورت میں نمایاں ہو اور ملل باطلہ تباہ ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ کی سنتِ قدیم میں سے یہ امر بھی ہے کہ وہ ظاہر نہیں فرماتا جب تک اس کا وقت نہ آ جائے۔ مگر اس وقت تک ہم دیکھتے ہیں کہ تخم ریزی ہو رہی ہے۔ اندرونی مصائب کو ہی دیکھو کہ وہ کیا رنگ لا رہے ہیں مسلمانوں میں وحدت نہیں رہی جو کامیابی کا اصل الاصول ہے۔ خوارج۔ شیعہ الگ ہیں۔ حنبلی۔ شافعی۔ مالکی حنفی الگ ہیں۔ صوفیوں اور مشائخ میں الگ الگ تفرقہ شروع ہے۔ جیسا کہ چشتی۔ نقشبندی سہروردی۔ قادری وغیرہ فرقوں سے معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک ان فرقہ والوں میں سے بجائے خود یہ خیال کرتا ہے اور کرتا ہوگا کہ اب اسی کا فرقہ کامیاب ہو جائے گا اور باقی سب کا نام و نشان مٹ جائے گا حنفی کہتے ہوں گے کہ سب حنفی ہی ہو جائیں گے رافضیوں کے نزدیک ابھی رفض ہی کا زمانہ ہوگا۔ وجودی کہتے ہوں گے کہ سب وجودی ہی ہو جائیں گے۔ اصل میں یہ سب جھوٹے ہیں۔ کیونکہ یہ باتیں خدا تعالیٰ سے استمزاج کر کے تو نہیں کی جاتیں بلکہ اپنے ذاتی اور سطحی خیالات ہیں۔ کوئی شخص خدا تعالیٰ کے ارادہ تک نہیں پہنچا۔ خدا تعالیٰ کے ارادے وہی ہیں جو قرآن شریف سے ثابت ہیں جو ظلم اس وقت کتاب اللہ پر اندرونی یا بیرونی طور پر کیا گیا ہے۔ جو فرقہ اس ظلم کا انتقام لینے والا اور کتاب اللہ کے جلال اور عظمت کو ظاہر کرنے والا ہو گا وہی خدا سے تائید پائے گا اور اسی کی کامیابی خدا کے حضور سے مقدّر ہے۔ جو اس ظلم کی اصلاح کرے گا خواہ اس فرقہ کا کوئی نام ہو مگر وہ فرقہ دین کے لئے غیرت رکھتا اور کتاب اللہ کی عزت کے لئے ننگ و نام کو کھوتا ہے تو اس وقت ایک لذت اور بصیرت کے ساتھ خود بخود روشن ہو جائے گا کہ یہی خدا تعالیٰ سے مدد یافتہ ہے۔"

(ایضاً ص ۳۴۵)

اقامتِ دین اور جمہوریت

علم الاصنام میں ایک سانپ ہے جس کو Hydra کہتے ہیں جس کے کئی سر ہوتے ہیں۔ ویسے تیندوا ایک دریائی خونخوار جانور ہے جو اپنی تاریں اپنے اردگرد ہر طرف زیر آب پھیلا دیتا ہے جس میں شکار پھنستا ہے۔

مودودی صاحب کی بھی کئی تاریں ہیں اوّل تو ارکان ہیں۔ پھر متفقین ہیں اور پھر ہمدرد خیر یہ تو ظاہر انتظام ہے بعض ایسی تاریں ہیں جن سے تعلق اندر کھاتے یا زیر زمین ہے۔ مثلاً جمعیت طلبائے اسلام اور حال میں جمعیۃ اتحاد العلماء بھی ایک تنظیم معرضِ وجود میں لائی گئی ہے۔

جمعیت اتحاد العلماء نے حال ہی میں کئی ایک بیانات شائع کئے ہیں ان میں سے ایک تازہ بیان یہ ہے کہ پارلیمانی نظام میں عوام کے نمائندوں کو غیر اسلامی قوانین کی حمایت کی جرأت نہ ہو سکے گی اس لئے جمعیت اتحاد العلماء فرماتی ہے کہ

"یہی وہ بنیادی نقطہ ہے جس کی بناء پر ہم متحدہ محاذ کو موجودہ حالات میں اسلامی ریاست میں اصولاً عورت کی سربراہی کو ناجائز سمجھنے کے باوجود کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں۔"

(روزنامہ کوہستان $\frac{۱۱}{۶۴}$ ۲۴)

اتحاد العلماء کی جمعیت ارشاد فرماتی ہے کہ

۱۔ ہم یہاں اسلام کو غالب کرنا چاہتے ہیں۔

۲۔ صدارتی نظام ہمارے راستہ میں حائل ہے۔

۳۔ متحدہ محاذ پارلیمانی نظام قائم کرنا چاہتا ہے۔

۴۔ عورت کی سربراہی اسلام میں ناجائز ہے مگر متحدہ محاذ نے عورت کی سربراہی پسند کی ہے۔ اس لئے ہم متحدہ محاذ کی کامیابی چاہتے ہیں۔

کتنا انتہائی عالمانہ استدلال ہے۔ یعنی ادھر متحدہ محاذ نے پارلیمانی نظام قائم کیا ادھر پاکستان میں اسلام ہی اسلام ہو جائے گا اس لئے عورت کی سربراہی گو اسلام میں ناجائز ہے جائز ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مودودی صاحب اپنی اصل منشا رسیمواجی کی طرح بغل میں چھپائے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پارلیمانی نظام سے خود برسراقتدار آ لیں تو اس کو ستعمال کریں۔ یعنی مسلمان زادوں اور مسلمان زادیوں کو ایک سال کی مہلت دیدی جائے گی کہ یا تو میرا اسلام قبول کرو ورنہ پاکستان چھوڑ دو ورنہ میری تقتلگہ میں سر رکھ دو۔ ایسا اقتدار حاصل کرنے کے لئے سب کچھ جائز ہے۔ بلکہ ع

جو گناہ کیجئے ثواب ہے آج
پاکستان میں سب چلتا ہے۔

حضرت ممانی جانؓ

محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی

۳

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کی شروع سے زبردست خواہش اور کوشش تھی کہ میں پانی پت چھوڑ کر مستقل طور پر قادیان آ جاؤں۔ مگر جناب والد صاحب مجھے اپنے سے جدا کرنا نہ چاہتے تھے۔ اور ان کے آگے ہر دو حضرت میر صاحبان دونوں لاچار تھے۔ حضرت میر صاحبؓ نے متعدد سکیمیں مجھے قادیان بلانے کی وقتاً فوقتاً بنائیں مگر جناب والد صاحب کے سامنے کوئی بھی سکیم کامیاب نہ ہو سکی۔ اور میں پانی پت سے مستقل طور پر قادیان نہ آ سکا۔ لیکن جب میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ تو حضرت میر صاحبؓ نے پھر تقاضا شروع کیا۔ یہاں تک کہ میں ۱۹۴۴ء میں اپنا سارا کتب خانہ اپنا تمام تجارتی کاروبار اور اپنی جائیداد وغیرہ چھوڑ کر حضرت میر صاحب کے حکم کی تعمیل میں قادیان چلا آیا۔ حضرت میر صاحبؓ نے میرے لئے قادیان کی مرکزی لائبریری کی لائبریرین شپ کا انتظام کروا دیا جو میری بے انتہا دلچسپی کی چیز تھی (اس سے پہلے بھی میں پانی پت میں وکٹوریہ میموریل لائبریری اور مولانا حالی کی لائبریری کا لائبریرین اور نیشنل پبلک لائبریری کا مہتمم رہ چکا تھا)

میری رہائش کا انتظام حضرت میر صاحب نے اپنے پاس کیا اور "المعتقد" کا ایک کمرہ اپنے کمرہ کے بالمقابل میرے لئے خالی کر دیا اور میرے لئے ہر قسم کے آرام کا سامان وہاں مہیا کر دیا۔ کسی چیز کی ضرورت مجھے نہ رہی۔ کمرہ تمام ضروری سامان سے مزین تھا۔ فرش پلنگ بستر میز کرسی۔ ہر چیز قرینے سے لگی ہوئی تھی۔ بجلی اور پانی کا نل موجود تھا۔ کتابوں کے لئے الماریاں دیواروں میں لگی ہوئی تھیں غسل خانہ ساتھ تھا۔ سامنے باغ تھا جس میں مختلف قسم کے پھل لگے ہوئے تھے۔ باغ کے درمیان نماز کے لئے چبوترہ بنا ہوا تھا اور وضو کے لئے نل لگا ہوا تھا۔ غرض میرے لئے وہ گویا بلا مبالغہ بہشت تھی۔ دونوں وقت کا کھانا اور صبح کا ناشتہ نہایت عمدگی کے ساتھ حضرت ممانی جان بھیج دیا کرتی تھیں۔ اور میں پورے اطمینان نہایت بے فکری اور بڑے آرام کے ساتھ وہاں رہا کرتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ جو آرام و اطمینان ۱۹۴۴ء سے ۱۹۴۷ء تک میں نے حضرت ممانی جانؓ اور حضرت میر صاحب کے زیر سایہ قادیان میں اٹھایا وہ اپنے گھر پر مجھے کبھی میسر نہ آیا۔ میری ہر چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کا حضرت ممانی جانؓ خصوصیت سے خیال رکھتی تھیں اور مجھے ۳ سال کے عرصہ میں سوائے آرام و راحت کے کبھی ذرا بھی تکلیف نہیں پہنچی۔ حضرت ممانی جانؓ نے اس دوران میری ہر قسم کی آسائش کا پورا پورا خیال رکھا۔ اور مجھے کبھی ایک دن بھی کسی قسم کی شکایت پیدا نہ ہوئی۔ ایک دفعہ ۱۹۴۵ء میں چینی کی سخت قلت ہو گئی۔ اور ہر شخص چائے میں نمک ڈال کر پینے لگا۔ حضرت میر صاحبؓ کے ہاں بھی نمک بجائے چینی کے استعمال ہونے لگا۔ مگر میرے لئے حضرت ممانی جانؓ جس طرح بھی ہوتا کہیں نہ کہیں سے چینی مہیا کر کے بھیجتیں۔ جس کے نتیجہ میں مجھے کبھی ایک دن بھی نمک کی چائے نہ پینی پڑی۔

ایک مرتبہ میرے ایک غیر احمدی عزیز شیخ یسین حسن نے مجھے جالندھر سے لکھا کہ میں تم سے ملنے کے لئے فلاں تاریخ کو قادیان آؤں گا۔ حضرت ممانی جانؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے بغیر مجھ سے پوچھے مقررہ تاریخ پر ان صاحب کے لئے خاص طور سے کھانا تیار کرایا۔ مگر وہ نہ آئے۔ حضرت ممانی جان نے یہ خیال کر کے کہ شاید کسی خاص وجہ سے رک گئے ہوں دوسرے دن بھی ان کے لئے کھانا پکوایا اور پھر تیسرے دن بھی۔ مگر وہ نہ آئے۔

ایک دفعہ میرے ایک دوست مولوی عظمت اللہ صاحب مولوی فاضل جو اس وقت جماعت اسلامی کے سرگرم ممبر تھے اور مولانا مودودی صاحب کے پاس پٹھان کوٹ میں رہتے تھے۔ بغیر مجھے اطلاع دیئے مجھ سے ملنے کے لئے صبح سویرے ہی قادیان چلے آئے۔ میں انہیں اچانک دیکھ کر بڑا حیران ہوا۔ اور سوچنے لگا کہ اب میں ان کے کھانے کا انتظام کس طرح کروں۔ کیونکہ میں خود حضرت ممانی جان کا مہمان ہوں۔ اور یہ اب صبح ہی صبح آ گئے ہیں۔ ان کے لئے ناشتہ کہاں سے مہیا کروں؟ (میرے لئے حضرت ممانی جانؓ ناشتہ نماز صبح کے فوراً بعد بھیجدیا کرتی تھیں) میری سمجھ میں کچھ بھی نہ آ رہا تھا کہ اس موقعہ پر کیا کروں۔ میرا بار تو ان پر پڑا ہی ہوا ہے۔ اپنے مہمان کا بار بھی ان پر کس طرح ڈالوں۔ میں اس پریشانی میں تھا کہ اتنے میں حضرت میر صاحبؓ تشریف لے آئے۔ (حضرت میر صاحب کا معمول تھا کہ روزانہ صبح ہی میری خیریت دریافت کرنے کے لئے میرے کمرے میں آیا کرتے تھے۔ اور رات کو باغ کے چبوترے پر نماز مغرب سے نماز عشاء تک بیٹھے مجھ سے باتیں کرتے رہتے تھے۔ باتیں کیا ہوتی تھیں، رموز و معارف کے خزانے ہوتے تھے۔ جو حضرت میر صاحب لٹاتے رہتے تھے۔ اب ان کی یاد آ کر گذشتہ دل کو بے چین کر جاتی ہے۔ افسوس)

حضرت میر صاحبؓ نے آتے ہی مولوی صاحب کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے پوچھا کہ آپ کی تعریف۔ میں نے کہا میرے دوست ہیں اور ابھی ابھی پٹھان کوٹ سے مجھ سے ملنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت میر صاحب بغیر کچھ کہے سنے الٹے پاؤں واپس چلے گئے۔ اور جا کر حضرت ممانی جان سے کہا کہ اسمٰعیل کے ایک مہمان آ گئے ہیں۔ انہوں نے فوراً ایک کشتی پھلوں کیک اور بسکٹوں سے بھری ہوئی ملازمہ کے ہاتھ بھیجدی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی دریافت کروایا کہ تمہارے مہمان کس وقت کھانا کھائیں گے (اس فقرے پر غور کرنے والی بات یہ ہے کہ یہ نہیں پوچھا کہ مہمان رہے گا یا جائے گا۔ دوپہر کا کھانا کھائے گا یا نہیں۔ بلکہ یہ دریافت کیا کہ کھانا کس وقت کھائیں گے)

میں حضرت ممانی جانؓ کی مہمان نوازی دلی ہمدردی اور غریب نوازی کے اس قسم کے واقعات یاد کر کے ہمیشہ ہی آبدیدہ ہو جایا کرتا ہوں۔ افسوس اب ایسی نیک طینت اور پاک ہستیاں کہاں؟ حق یہ ہے کہ دونوں میاں بیوی اخلاق و مروت اور احسان و سلوک اور بالخصوص نہایت ہی خوش دلی اور بشاشت کے ساتھ مہمان نوازی میں اپنی کوئی دوسری نظیر نہ رکھتے تھے۔ خدا کے ہزاروں سلام اور رحمتیں دونوں کی پاک روحوں پر ہوں۔

جب میں نے حضرت میر صاحبؓ سے اپنی عزیزہ حور بانو کے متعلق ذکر کیا۔ کہ اگر اسے نصرت گرلز ہائی سکول قادیان میں کوئی ملازمت مل جائے تو اچھا ہے تو حضرت میر صاحبؓ نے پوچھا کہ اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے۔ میں نے کہا انٹرنس پاس ہے۔ اور دستکاری کا اعلیٰ ڈپلومہ پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کئے ہوئے ہے۔ اس پر حضرت میر صاحبؓ نے فوراً ناظر صاحب تعلیم سے کہہ کر اس کی ملازمت کا انتظام کرا دیا۔ اور نصرت گرلز ہائی سکول سے اس کے نام تقرری کا حکم پانی پت بھیجدیا گیا۔ اور مجھے بھی اس کی اطلاع حضرت میر صاحبؓ کے ذریعہ ہو گئی۔ اب میرے لئے یہ مسئلہ نہایت پریشان کن تھا کہ اکیلی لڑکی قادیان آ کر رہیگی کہاں؟ مگر حضرت میر صاحبؓ نے خود ہی یہ کہہ کر میری پریشانی کا خاتمہ کر دیا کہ تم جا کر فوراً حور بانو کو پانی پت سے لے آؤ۔ وہ ہمارے گھر میں رہے گی۔ اور میری اہلیہ ہر طرح اس کا خیال رکھیں گی۔ اور انشاء اللہ یہاں اسے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

میں نے خدا کا ہزار ہزار شکر ادا کیا۔ اور فوراً پانی پت جا کر حور بانو کو لے آیا جب اس نے نصرت گرلز ہائی سکول میں پہنچ کر چارج لے لیا۔ تو مولوی محمد الدین صاحب مینیجر ہائی سکول نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے لڑکی کی رہائش کا کیا انتظام کیا ہے۔ میں نے کہا وہ حضرت ممانی جانؓ کے پاس رہیگی (سارے قادیان اور تمام جماعت میں آپ اس نام سے مشہور تھیں) یہ سنتے ہی مولوی محمد دین صاحب نے بے اختیار فرمایا کہ آپ نے حور بانو کی رہائش کے لئے قادیان میں بہترین گھر تلاش کیا ہے۔ میں نے کہا مولوی صاحب اس تلاش میں میرا کوئی دخل نہیں بلکہ اسے خود انہوں نے اپنی مہربانی سے اپنے پاس رکھا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ حور بانو کو حضرت ممانی جانؓ نے بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح اپنے پاس رکھا۔ اور کسی طرح کی اسے تکلیف نہیں ہونے دی۔ وہ بھی میری طرح حضرت ممانی جان کے اعلیٰ اخلاق پاکیزہ سیرت اور حسن سلوک کی زندہ شاہد ہے۔ اور ہمیشہ ہی ان کی صفات حسنہ کی تعریف کرتی رہتی ہے۔ احسان و مروت کا جیسا اعلیٰ برتاؤ انہوں نے اس کے ساتھ کیا وہ یقیناً اسے کبھی نہیں بھولیگا اگر وہ ان کی عنایتوں اور مہربانیوں کے واقعات قلمبند کرے تو پورا ایک مضمون بن جائے۔ قادیان کے زمانہ قیام میں حضرت ممانی جان نے اس سے ماں جیسا اور ان کی بیٹیوں نے اس سے بہنوں جیسا سلوک کیا۔ اور اسے ایک دن بھی یہ محسوس نہیں ہونے دیا۔ کہ وہ پردیس میں ہے۔ اور غیر عورتوں کے درمیان ہے۔

میرے لیل و نہار اسی طرح آرام و عیش امن و سکون اور بے فکری و راحت سے بسر ہو رہے تھے۔ اور میں اپنی نادانی سے سمجھے بیٹھا تھا کہ یہ مبارک ایام اسی طرح ہمیشہ رہیں گے کہ ناگاہ میرے بے انتہا محترم بزرگ میرے بہت بڑے محسن اور میرے بے حد شفیق استاد۔ جن کے مقدس وجود سے میں نے اخلاق اور انسانیت کا سبق سیکھا۔ جنہوں نے مجھے تمام قرآن کریم کا درس دیا۔ اور جنہوں نے میرے دل میں حضور سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بے پایاں محبت پیدا کی۔ جنہوں نے ۱۹۱۵ء سے ۱۹۴۷ء تک میری اخلاقی اور دینی تربیت کی۔ جنہوں نے مجھے اسلامی مضامین مرتب کرنے کا ڈھنگ سکھایا۔ جنہوں نے مجھے مذہبی کتابیں لکھنے کا طریقہ بتایا۔ جنہوں نے ادبی تصنیفات میں میری راہ نمائی کی۔ جنہوں نے علمی تحقیقات میں میری اعانت کی۔ جو روحانیت۔ تصوف اور اخلاق فاضلہ کے ایک بہت ہی دلکش پیکر تھے۔ جن کے خطبات اور جن کے ارشادات

میں حلاوت اور شیرینی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جن کی تخلیقات حقائق کا مخزن اور جن کی نگارشات معارف کا گراں قدر خزانہ تھیں جو قرآن کریم کے نکات اور حقائق ایسے لطیف اور حسین پیرائے میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ سامع پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ جن کا باطن ظاہر سے زیادہ مصفّٰی اور مجلّٰی تھا۔ جن کے پُرحکمت کلمات سُننے سے گھنٹوں دل سیر نہیں ہوتا تھا جن کے پاس بیٹھنے سے ایسا روحانی سرور حاصل ہوتا تھا جس کا الفاظ میں اظہار نہیں ہو سکتا۔ جن کی باتیں قند سے زیادہ میٹھی اور جن کا کلام شہد سے زیادہ شیریں ہوتا تھا۔ جن کے لطائف وظرائف ادبیّت اور علمیت کی جان ہوتے تھے۔ جن کے رگ وپے میں پارسائی اور پرہیزگاری سرایت کئے ہوئے تھی۔ جن کے روشن چہرے سے زہد واتقا کا نور چھلکا پڑتا تھا۔ جن کی شکل فرشتوں جیسی اور جن کے افعال ولیوں جیسے تھے۔ جو عادات و خصائل میں سلف صالحین کا مکمل نمونہ تھے۔ جو عقل و دانش اور فہم و فراست میں اس فرمان نبوی کا صحیح مصداق تھے کہ اتقوا فراسة المؤمن انه ینظر بنور اللّٰہ جو باوجود اعلیٰ دنیوی اعزاز اور باوصف بلند مذہبی حیثیت کے نہایت منکسر المزاج اور سادہ طبیعت کے انسان تھے۔ جو اعلیٰ درجہ کے خوش اخلاق۔ ملنسار اور خاکسار ہونے کے ساتھ ساتھ بیحد خوددار غیرت مند اور غیور تھے۔ جو غرور و تکبر اور فخرو نازسے کوسوں دور تھے۔ جو حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس خاندان کا ایک درخشندہ گوہر تھے۔ جو خدا تعالیٰ کے سچے عاشق۔ خلاصۂ موجوداتِ عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نہایت ہی وفادار خادم اور قرآنِ حکیم کے حقیقی پرستار تھے جو مذہبی محاسن وفضائل کے علاوہ بلند پایہ انشا پرداز زبردست مقالہ نگار۔ مقدس ناظم اور نہایت صوفی منش انسان تھے۔ اور جو ان تمام اوصافِ حمیدہ کے ساتھ ساتھ بے نظیر معالج۔ نہایت مشہور سرجن۔ بڑے ماہر ڈاکٹر اور بہت تجربہ کار طبیب بھی تھے۔ یعنی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضؓ جمعہ ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء کو وفات پا گئے اور مجھ پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے علم وعمل کا یہ آفتاب افق قادیان پر عین اس وقت غروب ہوا جب سورج دن بھر کا دورہ پورا کرکے افق مغرب میں ڈوب رہا تھا یعنی دونوں سورج اکٹھے غروب ہوئے اور ہم پر مکمل اندھیرا چھا گیا کل من علیہا فانٍ ویبقیٰ وجہ ربّک ذوالجلال والاکرام۔

اس المناک اور درد انگیز حادثہ کا جو اثر مجھ پر ہوا وہ اظہار کے قابل اور بیان کے لائق نہیں افسوس کہ میں ان کی پاک صحبتوں اور خالص صوفیانہ مجلسوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گیا۔ ان روحانی لذتوں کا مزا جو ان کے پاس بیٹھنے اور ان کی باتیں سننے سے مجھے آتا تھا میں مرتے دم تک نہیں بھولوں گا۔ خدا ان کی قبر کو نور سے بھرے اور ان کی مقدس روح کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین

حضرت میر صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ویسے تو عرصہ سے بیمار اور مضمحل تھے مگر آخری ایام میں بیماری بہت زیادہ بڑھ گئی تھی اور آخری آٹھ دس روز تو بہت ہی پریشانی اور سراسیمگی کے گزرے۔ گھر میں نہ کسی کو کھانے کا ہوش تھا نہ پینے کا۔ ہر وقت اور ہر آن سارا گھر تیمارداری اور دوا دارو میں مصروف رہتا تھا۔ امرتسر سے بھی برابر ڈاکٹر علاج کے لئے آرہے تھے اور مقامی معالج بھی اپنی کوششوں میں مصروف تھے۔ دعائیں بھی کثرت سے ہو رہی تھیں اور علاج بھی باقاعدگی سے جاری تھا۔ ایسے سخت صعب اور پریشانی کے عالم میں گھر کا سارا نظام درہم برہم ہو جانا یقینی تھا۔ مگر آفریں ہے حضرت ممانی جان رضؓ کی ہمت۔ استقلال۔ صبر وضبط اور تحمل پر کہ انہوں نے ایسے مصیبت کے وقت میں بھی گھر کے انتظام میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ مجھے بڑی ہی شرم آتی تھی۔ یہ دیکھ کر کہ ایسی پریشانی کی حالت میں بھی مجھے ناشتہ اور دونوں وقت کا کھانا نہایت باقاعدہ پہنچتا رہا۔ گھر والے خبر نہیں کھانا کھاتے بھی تھے یا نہیں مگر میرے معمولات میں حضرت ممانی جان رضؓ نے ذرہ بھر برابر بھی فرق نہ آنے دیا۔ دراصل وہ انسان نہیں فرشتہ تھیں۔

جس وقت حضرت میر صاحب رضؓ کا انتقال ہوا اس سے بہت پہلے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور خاندان کے تمام افراد الصُفّہ میں موجود تھے وفات کے بعد تجہیز وتکفین کے انتظام کے لئے حضرت صاحب نے خاندان کے لوگوں کی ڈیوٹیاں مقرر فرما دیں۔ غسل دینے کے لئے بھی بعض اصحاب کو مخصوص کر دیا کہ اتنے میں حضرت ممانی جان رضؓ نے اندر سے حضرت صاحب کو کہلا کر بھیجا کہ "مرحوم کی وصیت تھی کہ محمد اسمٰعیل پانی پتی انہیں غسل دے"۔

حضرت صاحب نے فرمایا "جا کر ممانی جان رضؓ سے کہو کہ اگر یہ وصیت تحریری ہو تو بھجوا دیں"۔ اس پر حضرت ممانی جان رضؓ نے کہا "ہاں تحریری وصیت موجود ہے جو میر صاحب نے وفات سے بہت پہلے لکھ کر میرے سپرد کر دی تھی"۔ یہ کہہ کر حضرت ممانی جان رضؓ نے وہ کاپی جس میں خود اپنے قلم اور اپنے دستخط سے حضرت میر صاحب رضؓ نے یہ وصیت تحریر فرمائی تھی۔ حضرت صاحب کے پاس بھیج دی جسے ملاحظہ فرما کر حضرت صاحب نے فرمایا "اب وصیت کے مطابق ہی عمل ہوگا"۔

میرا دل اس وقت سخت شرمندہ ہوا اور اب تک ہے کہ مجھ جیسے سخت گنہگار اور عاصی شخص کو حضرت میر صاحب رضؓ جیسے فرشتہ خصلت اور پاک باطن انسان نے محض اپنی حسن ظنی اور نیک طینتی کی وجہ سے اس لائق سمجھا اور میرے حق میں یہ وصیت کی۔

آپ کی وفات کے بعد میں نے سوچا کہ حضرت میر صاحب رضؓ نے اس بے انتہا محبت کے باعث جو انہیں مجھ سے شروع سے تھی مجھے نہایت اصرار کے ساتھ قادیان بلایا اور پھر بڑے شوق سے اپنے پاس رکھا۔ اب جبکہ وہ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں تو مجھے اس گھر میں رہنے کا کیا حق ہے؟ یہ سوچ کر میں نے حضرت ممانی جان رضؓ کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ "مجھے حضرت میر صاحب رضؓ نے یہاں اپنے پاس رکھا ہوا تھا اب جبکہ خدائی تقدیر کے ماتحت رکھنے والا نہ رہا تو اب میں یہاں رہ کر کیا کروں گا؟ مجھے اجازت دیجئے کہ میں شہر میں کوئی کمرہ یا بیٹھک کرائے پر لے کر وہاں منتقل ہو جاؤں۔ میں نے آپ کے گھر میں چار سال تک بڑا آرام پایا اور میں آپکی مہربانیوں کا ہمیشہ ممنون رہونگا"۔

میرا خط ہاتھ میں لے کر حضرت ممانی جان رضؓ خود تشریف لائیں اور میرے کمرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کہا "فرمائیے کیا بات ہے؟" وہ فرمانے لگیں "آپ کا خط میں نے پڑھا کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میر صاحب رضؓ کے بعد اس گھر سے آپ کا تعلق ختم ہو گیا؟ نہیں۔ ایسا نہ سمجھیں۔ جب تک میں زندہ ہوں ہرگز اس گھر سے آپ کا تعلق نہیں ٹوٹے گا۔ اور جو حالت میر صاحب رضؓ کے سامنے تھی وہی ہمیشہ باقی رہے گی۔ باقی رہا یہاں سے جانے کا سوال؟ تو میں مجبور ہوں کہ آپ کو کسی قیمت پر بھی اس گھر سے کہیں اور نہ جانے دوں۔ کیونکہ میر صاحب رضؓ مجھے نہایت تاکیدی طور پر وصیت کر گئے ہیں کہ "میرے بعد محمد اسمٰعیل کو ہرگز ہرگز اس گھر سے کہیں اور نہ جانے دینا خواہ وہ کتنا بھی کہے۔ جب تک وہ قادیان میں رہے اسے لازمی طور پر یہیں رکھنا اور اس کے کھانے پینے کا اسی طرح خیال رکھنا جیسا اب رکھتی ہو"۔

ممانی جان رضؓ نے فرمایا کہ "ان حالات میں اور اس وصیت کی موجودگی میں یہ بات کس طرح ممکن ہو سکتی ہے کہ میں اپنی زندگی میں تمہیں اس گھر سے جانے دوں۔ اور میر صاحب رضؓ کی تاکیدی وصیت کی خلاف ورزی کروں"۔

حضرت ممانی جان رضؓ کے اس ارشاد پر میں خاموش ہو گیا اور میں نے وہاں سے کہیں اور جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اگرچہ حضرت میر صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد میرا وہاں دل نہیں لگتا تھا۔

دو تین دن کے بعد حضرت ممانی جان رضؓ پھر تشریف لائیں اور فرمانے لگیں کہ "میر صاحب رضؓ کی ایک وصیت یہ بھی تھی کہ "میرے سارے غیر مطبوعہ قلمی مضامین اور میرے سارے مسودات میرے انتقال کے بعد محمد اسمٰعیل کو دے دئے جائیں تاکہ وہ ان کو اخبار میں چھپوا دے یا کتابی صورت میں طبع کرا دے۔ سو میں ان کا کمرہ کھولے دیتی ہوں تم آکر وہاں سے اس قسم کی تحریریں اور مسودات اکٹھے کر لو"۔ میں حضرت ممانی جان رضؓ کے حکم کی تعمیل میں وہ مسودات وغیرہ تلاش کرکے لے آیا اُن میں سے بہت سے "الفضل" اور "انصار اللہ" میں چھپوا چکا ہوں اور دو تین فارسی مترجم اُردو اور تحفہ احمدیت علیحدہ کتابی شکل میں بھی شائع کر چکا ہوں۔ (بخارِ دل مقطعات قرآنی۔ کرنہ کر۔ آپ بیتی اور اربعین اطفال حضرت میر صاحب رضؓ کی کتابیں آپ کی زندگی ہی میں چھپوا کر شائع کر چکا ہوں)

حضرت ممانی جان رضؓ کے قول کے مطابق میرے متعلق حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضؓ نے ان کو تین وصیتیں کی تھیں:-

(۱) انتقال کے بعد مجھے غسل اسمٰعیل دے

(۲) جب تک اسمٰعیل قادیان میں رہے اسے الصُفّہ سے کہیں اور نہ جانے دیا جائے۔

(۳) میرے مضامین کے مسوّدات میری وفات کے بعد اسمٰعیل کے حوالے کر دئے جائیں۔

اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت ممانی جان رضؓ نے ان تینوں وصیتوں کی تعمیل نہایت دیانتداری۔ خوش دلی اور وفاداری کے ساتھ کی۔ اور ان کی ادائیگی میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں کیا۔ یہ بھی حضرت ممانی جان رضؓ کے اعلےٰ اخلاق کا نہایت نمایاں پہلو ہے۔

(باقی)

"صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لئے جو شخص ایسے مرد کے پاس جو حرکات وسکنات افعال و اقوال میں خدائی نمونہ اپنے اندر رکھتا ہے صحتِ نیت اور پاک ارادہ اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے گا۔ تو یقینِ کامل ہے کہ وہ اگر دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لے آئیگا۔ کیونکہ صادق کا وجود خدا نما وجود ہوتا ہے"۔ (حضرت مسیح موعودؑ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

احمدیہ مشن کی مساعی کے نتیجہ میں

شمالی نائیجیریا میں مسلم کورٹ آف اپیل کا قیام

(مکرم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ)

اسلام انسان کی ساری زندگی پر حاوی ہے۔ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو اسلام کی رہنمائی کا محتاج نہ ہو۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اسلام زندگی کے ہر پہلو پر ہماری رہنمائی کرتا ہے اور ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام کی رہنمائی باقی تمام مذاہب کی موجودہ تعلیمات سے زیادہ مکمل اور مفید ثابت ہوتی ہے۔ یہی بات اس کے دین کامل ہونے کا بدیہی ثبوت ہے اور چونکہ اسلام زندگی کے ہر پہلو کی نگرانی کرتا ہے۔ ایک مبلغ اسلام کا یہی فرض ہے کہ وہ نہ صرف مذہبی حقائق سے لوگوں کو آگاہ کرے بلکہ ان کی زندگی کے ہر شعبہ میں ان کے مفاد کا محافظ ہو۔ اور ہر رنگ میں لوگوں کی مدد کرے۔

احمدی مبلغین اس امر کے پیش نظر اپنے تبلیغی جہاد کے حلقہ کو اس قدر وسیع رکھتے ہیں کہ ان کے کام زندگی کے پھیلاؤ ہی کی طرح پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ تعلیمی۔ اقتصادی۔ سماجی۔ ثقافتی اور دیگر ہر قسم کے امور ان کے پروگرام کا ایک حصہ ہوتے ہیں۔ مسلمان بھائیوں کی ہر ممکن امداد اُن کا مطمع نظر ہوتا ہے۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اکثر بیرونی ممالک میں ان کے کام کے اس حصہ کو بنظرِ تحسین دیکھا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں مبلغین کو ایسی باتیں سمجھا دیتا ہے جن کا مسلمان حلقوں کو بہت زیادہ اور دور رس فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اس طرح اسلام کو ایک عملی خدمت کا موقع میسر آجاتا ہے۔

مغربی افریقہ کے تمام ایسے ممالک جہاں احمدیہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اس بات کا کھلم کھلا اعتراف کرتے ہیں کہ اگر احمدیہ جماعت نے اس طرف توجہ نہ کی ہوتی تو وہاں کی مسلمان آبادی کے لئے تعلیم کا کوئی انتظام نہ ہوتا اور مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ عیسائیت کی آغوش میں چلا جاتا۔ چنانچہ احمدیہ جماعت کی اس امر کی طرف توجہ سے قبل مسلمان عیسائی سکولوں کے ذریعہ دھڑا دھڑ عیسائی ہو رہے تھے۔ مغربی نائیجیریا کے ایک معزز مسلمان نے حال ہی میں کہا ہے۔ کہ:۔

"مغربی افریقہ میں اسلامی تعلیم اور ثقافت کو عظیم خطرہ درپیش تھا۔ اگر احمدیہ تحریک آڑے نہ آتی تو اس خطے میں اسلام مٹ گیا ہوتا۔ احمدیہ مشن نے بےنظیر قربانیوں اور ان تھک کوششوں سے اسلام کو پھر زندہ کر دکھایا ہے۔"

مغربی افریقہ میں سب سے پہلا اسلامی سکول نائیجیریا میں احمدیہ جماعت نے ۱۹۲۲ء میں کھولا اس کے بعد نہ صرف مغربی افریقہ کے دوسرے ممالک میں اسلامی سکول کھولے گئے بلکہ نائیجیریا میں کئی اور اسلامی سوسائیٹیاں معرض موجود میں آگئیں۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے سینکڑوں کی تعداد میں سکول کامیابی سے چل رہے ہیں اور نہ صرف یہ کہ اب مسلمان عیسائی سکولوں کے ذریعہ عیسائی نہیں ہو رہے بلکہ مسلمانوں کی تعلیمی ترقی دیکھکر۔ جس کی ابتداء کا سہرا احمدیت کے سر ہے۔ متعدد عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں۔

اسی طرح شمالی نائیجیریا میں جہاں مسلمانوں کی بہت بھاری اکثریت ہے ایک عدالتی اصلاح کی ضرورت تھی۔ اور وہ یہ کہ وہاں دو قسم کی عدالتیں ہیں۔ ایک شرعی اور دوسری برطانوی قانون کے ماتحت۔ اکثر یوں ہوتا تھا کہ شرعی عدالت میں مقدمہ کا فیصلہ ہوتا تو اپیل برطانوی قانون والی عدالت میں جاتی اور فیصلہ شرعی عدالت کے فیصلہ کے الٹ ہو جاتا۔ اس بات کا مسلمانوں پر بہت بُرا اثر پڑ رہا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو اس کے خلاف آواز اٹھانے کی توفیق دی۔ خاکسار نے نائیجیریا کے ایک روزنامہ ڈیلی سروس (DAILY SERVICE) مورخہ ۲۶/۹/۴۹ء میں ایک مراسلہ شائع کروایا جس کا عنوان تھا "WHICH IS WHICH" اور متن یہ تھا۔

"میں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں کہ شمالی نائیجیریا میں کونسا قانون رائج ہے۔ اسلامی قانون یا برطانوی قانون؟ اگر یہ دونوں پہلو بہ پہلو چل رہے ہیں یعنی اگر بعض مقدمات جو کسی خاص نوعیت کے ہوں۔ برطانوی قانون والی عدالت میں فیصلہ ہوتے ہیں اور بعض کسی اور نوعیت کے اسلامی قانون والی عدالت میں۔ تو یہ بات برداشت کی جاسکتی ہے۔ اگر فی الحال تمام کے تمام مقدمات برطانوی قانون کی عدالت ہی میں لے جائے جائیں تو پھر بھی میرے خیال میں یہ بات محل اعتراض نہیں اگرچہ بعض دیگر لوگ اس بات کو پسند نہ کریں گے۔

لیکن اب جو کچھ دیکھنے میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ برطانوی قانون کو اسلامی قانون پر حاوی کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی اس طرح کہ اس میں اسلامی قانون کی ہتک کا پہلو پایا جاتا ہے۔

اب وہاں (یعنی شمالی نائیجیریا میں) کیا کچھ ہو رہا ہے؟ ایک مقدمہ اسلامی قانون کی عدالت میں فیصلہ پاتا ہے اس کی اپیل سپریم کورٹ میں دائر کی جاتی ہے جہاں فیصلہ یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ اسلامی عدالت کا فیصلہ (سزا) اسلامی قانون کے مطابق تو درست ہے لیکن جہانتک برطانوی تعزیرات کا سوال ہے اس ملزم کو کسی اور الزام کے ماتحت مجرم قرار دیا جائے گا اور اس کی سزا کم ہو گی۔ اور اس طرح اسلامی قانون کی عدالت کا فیصلہ منسوخ کر دیا جاتا ہے۔

جہاں تک ہم اعلیٰ عدالتوں کے مقاصد کو سمجھتے ہیں ہمارا خیال ہے کہ ان کا کام یہ فیصلہ دینا ہے کہ کیا ماتحت عدالت نے قانون کو صحیح طور پر استعمال کیا ہے یا نہیں۔ اعلیٰ میں قانون وہی ہوتا ہے جو ماتحت عدالت میں۔ گویا کہ اعلیٰ عدالت ایسے ججوں پر مشتمل نہیں ہوتی جنہوں نے مقدمہ کا فیصلہ کسی اور ہی قانون کی رُو سے کرنا ہو۔ اس لئے میں تو یہ بات سمجھ ہی نہیں سکتا کہ سپریم کورٹ اسلامی قانون کی عدالتوں میں فیصلہ پانیوالے مقدمات کے لئے اپیل کی عدالت کس طرح متصور ہو سکتی ہے۔ اسلامی قانون کی عدالتوں میں فیصلہ پانے والے مقدمات کی اپیلیں ایسی عدالتوں میں پیش ہونی چاہئیں جو اسلامی قانون ہی کے مطابق فیصلہ کرنے والی ہوں اور جن کے جج صاحبان ماتحت عدالتوں کے ججوں سے زیادہ قابل ہوں اور اس طرح یہ جج مقدمہ کو اسی قانون کے ماتحت پرکھیں جس کے ماتحت پہلے فیصلہ کیا گیا ہو۔ اگر بعض خاص قسم کے مقدمات کے متعلق حکومت یہ چاہے کہ وہ برطانوی قانون ہی کے ماتحت فیصلہ پائیں تو ایسے مقدمات کو اسلامی قانون والی عدالتوں میں ہرگز پیش نہ کیا جائے۔ مقدمہ کے آغاز ہی سے ان کو برطانوی قانون والی عدالتوں میں رکھا جائے لیکن ہم یہ بات سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں کہ ایک مقدمہ کو پہلے اسلامی قانون والی عدالت میں پیش کیا جائے اور پھر اپیل کے لئے اسی مقدمہ کو دوسری قسم کی عدالت میں لے جایا جائے۔

کیا یہ بات اسلامی قانون سے مذاق کے مترادف نہیں ہے؟"

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ خاکسار کے اس خط کی وجہ سے شمالی نائیجیریا کے مسلمانوں میں اس بات کا احساس پیدا ہو گیا کہ عدالتی کارروائی میں یہ ایک اہم تبدیلی ہے جو ضرور کروانی چاہیئے۔ چنانچہ اسی سال (۱۹۴۹ء) کے دسمبر میں شمالی نائیجیریا کی اسمبلی میں یہ سوال پیش ہوا۔ جس کی رپورٹ ڈیلی ٹائمز (DAILY TIMES) نے دس دسمبر کو یوں شائع کی:۔

"بورنو (BORNU) کے حاکم نے یہ قرارداد پیش کی کہ شمالی نائیجیریا کے لئے ایک مسلم کورٹ آف اپیل کا قیام عمل میں لایا جائے اس عدالت کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو ویسٹ افریقن کورٹ آف اپیل کو حاصل ہیں۔ قرارداد میں یہ بھی کہا گیا کہ مجسٹریٹی عدالتیں، سپریم کورٹ اور ویسٹ افریقن کورٹ آف اپیل کو آئندہ اسلامی قانون والی عدالتوں کے فیصلہ پر اپیل کے سلسلہ میں کوئی حق نہ ہونا چاہیئے۔"

لیکن اس قرارداد کے نتیجہ میں صرف ایک کمیشن بٹھا دیا گیا جس کا کام یہ تھا کہ اس کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے رپورٹ پیش کرے۔ بہر حال یہ امر خاکسار کے لئے ازحد خوشی کا باعث تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میری تجویز کو قبولیت بخشی اور اس سوال کو اسمبلی میں اٹھوا دیا۔

اسکے بعد ۱۹۵۶ء کے مارچ میں شمالی نائیجیریا کی اسمبلی میں پھر یہ معاملہ پیش ہوا۔ ڈیلی ٹائمز نے (۱۲-۳-۵۶) اس خبر کو یوں شائع کیا:۔

"شمالی علاقہ کیلئے مسلم اپیل کورٹ کا مطالبہ ہفتہ کے روز شمالی نائیجیریا کے ہاؤس آف اسمبلی نے ایک ایسے بل پر بحث کی جس کا مقصد اسلامی قانون والی عدالتوں کے فیصلوں کیلئے ہائیکورٹ آف اپیل کا قیام ہے۔ بورنو (BORNU) کے نائب حاکم (وزیر) نے بل کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ وہ امید کرتے ہیں کہ اسلامی قانون کو صحیح معنوں میں رائج کیا جاسکے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ انہیں وہ وقت خوب یاد ہے جبکہ چند سال ہوئے ایک برطانوی قانون والی عدالت کے ایک جج کے ہمراہ دو اسلامی قانون والے جج بھی فیصلہ کے لئے بیٹھے تھے اور اس ایک جج نے اسلامی قانون کے سلسلہ میں ان دو (مسلمان) ججوں کی بات رد کر دی تھی اور مقدمہ کے فیصلہ کیلئے برطانوی قانون کو ترجیح دی تھی۔"

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے شمالی نائیجیریا میں اسلامی قانون کی عدالت عالیہ بھی قائم ہو چکی ہے۔ اور یہ بات خاکسار کے لئے خاص طور پر خوشی کا باعث ہے۔ کیونکہ آج سے کئی سال پہلے سب سے پہلے خاکسار ہی نے اس ضرورت کی طرف نائیجیریا کے مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی ٭

دو سو برس ہرگز نہیں یہ ناچ اور گانے کے دن
مشرق و مغرب میں ہیں یہ دیں کے پھیلانے کے دن
(کلام محمود)

معاصرین سے

اسلام نرغہ میں

(چٹان ۲۳ نومبر ۱۹۶۴ء)

نوٹ:۔ ضروری نہیں کہ ادارہ ہر بات میں اس نوٹ سے متفق ہو۔

صدارتی انتخابات ملکی دستور کی واضح دفعات کے تحت ہو رہے ہیں۔ دستور میں نہ تو عورت کے کھڑا ہونے پر کوئی پابندی ہے۔ اور نہ مرد کے معاملہ میں کوئی شرعی پیمانہ وضع کیا گیا ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے اسلام کو اس مسئلہ میں جس طرح گھسیٹا ہے، اور قرآن و سنت پر جو رم فرمائیاں کی ہیں وہ نہایت درجہ افسوسناک ہیں۔ جن لوگوں نے اسلام کو اپنی مصلحتوں یا خواہشوں کے سانچے میں ڈھالا وہ کما حقہ جانتے ہیں۔ کہ یہ مسئلہ اسلامی نہیں، ایک انسانی نظام کے تحت صدارتی ہے۔ لیکن تعبیرات و تاویلات اور تفسیرات و تشریحات کا ایک ایسا چکر چلایا ہے کہ امیدواروں کی شخصیتوں سے قطع نظر شریعت اسلام کو نئی پود کے ذہنوں میں تضادات کی پھبتی کا شکار ہونا پڑا ہے — اسلام پر کئی صدیوں سے ایک نازک وقت ہے۔ بقول علامہ اقبال ان صدیوں میں مسلمانوں نے اتنی اسلام کی حفاظت نہیں کی جتنی خود اسلام نے مسلمانوں کی حفاظت کی ہے۔ اس وقت صورت حال اس سے مختلف نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے مذہبی جامہ اوڑھ رکھا ہے، جب اسلام ان کے نرغہ میں آتا ہے، یا جس طرح وہ اسلام کو استعمال کر رہے ہیں اس سے نئی پود کو سخت برگشتگی ہوتی ہے بعض مذہبی جماعتیں یا مذہبی پیشوا یہ سمجھتے ہیں، یا اس غلط فہمی کا شکار ہیں۔ کہ عام مسلمانوں کو اسلام سے جو محبت ہے وہ ان کی ذات یا جماعت سے بھی ہے۔ ہم ان لوگوں میں سے نہیں۔ جو مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے علم و فضیلت سے انکار کریں یا انہیں عام روایت کے مطابق پاکستان یا اسلام کا غدار کہیں ایسا کہنا نہ ہمارا منصب ہے وہ نہ ہم ایسا سمجھتے ہیں۔ ہمارے دل میں ان کا احترام ہے۔ تاہم یہ بات اپنی جگہ موجود ہے کہ ان کی بعض تحریریں بلحاظ تبدیلی حالات کے باعث تضادات کے حصار میں گھری ہوئی ہیں۔ اور ان کی اس فکری تضاد بیانی کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان جیسے اسلامی ملک میں لوگوں کو ان کے وجود یا ذات سے جو رابطہ ہے وہ محدود ہے۔ ہم یہ کسی تنقیص یا تنقید کے تحت نہیں کہہ رہے بلکہ مولانا امین احسن اصلاحی نے اپنے ماہنامہ "میثاق" میں جو تجزیہ کیا ہے، اس کے مطالعہ کے بعد ہمارا یہ خیال استوار ہوا ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت مولانا کے خیالات کو اپنا ترجمان کہاں تک سمجھتی ہے۔ ہم اس کو بھی زیر بحث نہیں لاتے۔ مولانا بالطبع سیاستدان ہیں۔ ان کا سیاسی لباس البتہ اسلامی ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو اسلام سے جو محبت ہے، اس شدت اور گرفت کے باوجود جماعت اسلامی کو اپنے طور پر بنیادی جمہوریتوں کے انتخاب میں کوئی نمایاں کامیابی نہیں ہوئی۔ بلکہ ہماری معلومات کے مطابق لاہور جیسے شہر میں یا کراچی جیسے حزب اختلاف کے قلعہ میں جماعت اسلامی کا فی صد تناسب حقیر ہی رہا۔ لاہور میں جماعت کے مقتدر ارکان جو اعلیٰ درجہ کی ڈگریاں رکھتے تھے ان پڑھوں کے ہاتھ سے پٹ گئے۔ ان حلقوں کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہاں "مداخلت" کا روائتی "پالسہ" پھینکا گیا یا ترپ کے پتے پہلے ہی نکال لئے گئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا مودودی کے قلم سے جتنی کتابیں اور رسالے اس وقت نکل چکے ہیں لاہور اور کراچی میں جماعت کو اتنے نمبر بھی نہیں ملے ہیں۔ یہ ذکر ہم نے اس لئے کیا کہ مولانا تحریک اسلامی کے داعی ہیں اور ان کا نام مقابلتاً بلند و بالا ہے اصل سوال اسلام کا تھا اور ہم اس حادثہ ہی کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ جس نرغہ میں اسلام گھرا ہوا ہے۔ ان کے علاوہ دوسروں کا ذکر ہی فضول ہے۔ مشائخ اور علماء کی دوسری شاخیں جو قرآن و سنت کی اجارہ دار ہیں لوگ انہیں بخوبی جانتے اور پہچانتے ہیں۔ ان لوگوں سے کسی صدارتی امیدوار کو کوئی جوہر فائدہ نہیں پہنچا یا۔ بلکہ نوجوانوں میں اسلام کو نقصان پہنچا یا ہے۔

ولادت

- اللہ تعالیٰ نے میرے اکلوتے بیٹے قاضی محمد اسلم کو $\frac{۱۱}{۶۴}$-۱۹ کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو نیک بنائے۔ اور صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے۔

(قاضی غلام نبی معرفت پنجاب فلور ملز میکڈی ایریا گلبرگ لاہور)

- میرے بھائی صوبیدار منظور الحق خانصاحب کو خدا تعالیٰ نے چوتھا فرزند عطا فرمایا ہے احباب نو مولود کے نیک اور لمبی عمر پانے کے لئے دعا فرمائیں۔

(ملک صفی اللہ خان۔ لیبارٹری اسسٹنٹ۔ ریلوے کیرن ہسپتال۔ لاہور)

تصحیح:۔ مثل ۱۷۲۳۵ میں جس کی اشاعت $\frac{۲۳}{۶۴}$ کے اخبار الفضل میں ہوئی ہے موصی کا نام غلط شائع ہو گیا ہے۔ ان کا اصل نام "ملک علی حیدر صاحب" ہے احباب تصحیح فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

حفظِ مراتب کا خیال رکھنا ضروری ہے

وصیت کے لئے بڑی اہم شرط تقویٰ ہے اور تقویٰ اس بات کا متقاضی ہے۔ کہ ہر ایک احمدی دوست جنہوں نے وصیت کی ہے۔ وہ اپنی وصیت کو قائم رکھتے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے علاوہ اور امور میں اپنی عملی اصلاح کے مسلسل اور متواتر مالی قربانی کرتے رہیں۔ اور دنیوی ضروریات اور حاجات پر اس کو ترجیح دیتے رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو وصیت کرنے کی توفیق عطا کر کے دوسرے احمدی دوستوں پر جو فوقیت اور فضیلت بخشی ہے اس کو قائم و دائم رکھنے کیلئے اپنی انتہائی کوشش کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ دنیوی ضروریات کے التوا سے انہیں اگر کسی وقت کچھ تنگی اور تکلیف بھی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اسے برداشت کریں۔ کیونکہ ان کا عہد اور اقرار یہ ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ اس عہد کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی موصی مومن کے لئے یہ زیبا نہیں کہ مشکلات اور ابتلاؤں کے وقت ہمت ہار بیٹھے اور بنیادی ضروریات کے انصرام کے لئے وصیت کے چندہ کی بروقت ادائیگی کو التواء میں ڈال دے۔ اگر وہ چند مرتبہ ایسا کرے گا۔ تو اندیشہ ہے کہ اسے بقایا دار بننے کی عادت ہو جائے گی۔ جو اس کے لئے مشکلات کا موجب ہوگی۔ یہ کوئی خیالی بات نہیں ہے۔ بلکہ دفتر کے ریکارڈ میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔ کہ بقایا دار دوست اسی طرح بقایا دار بنتے ہیں۔ اس لئے حصہ آمد کے موصی احباب کو چاہیئے کہ اپنی وصایا کا حساب صاف رکھنے کے لئے اپنی ماہوار آمد نی سے حصہ آمد کی رقم فوراً الگ کر کے مقامی سیکرٹری مال کے سپرد کر دیا کریں۔ گویا جس طرح ان کو غیر موصی احباب پر فضیلت حاصل ہے۔ اسی طرح وہ حصہ آمد کی ادائیگی کو بھی دیگر ہر قسم کی مالی تحریکات پر فوقیت دیں۔ تاکہ ان کا عہد "دین کو دنیا پر مقدم" کرنے کا شاندار طور پر پورا ہوتا رہے۔ اور اس میں کسی قسم کا تخلف نہ ہو۔

خاکسار نے دیگر مالی تحریکات پر حصہ آمد کو فوقیت دینے کا جو اشارہ کیا ہے اس کا جواز حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ ذیل ارشاد میں ہے۔

"وصیت کی معافی کا حق مجھے بھی حاصل نہیں یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بنایا ہوا قانون ہے اور الٰہی حکم سے ہی تھا میں ان چندوں کو معاف کر سکتا ہوں اور کر دیتا ہوں جو میری طرف سے مقرر کئے جائیں۔"

اس ارشاد سے حصہ آمد کو دوسری مالی تحریکات پر فوقیت ہے وہ ظاہر ہے۔ اور حفظ مراتب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

بچوں کا دینی نصاب

کامیابی کی راہیں

اس کتاب کے چار حصے عمدہ کاغذ پر با تصویر اور رنگین ٹائیٹل کے ساتھ شائع ہو گئے ہیں۔ جو تعلیمی اور تبلیغی لحاظ سے ہر احمدی کے لئے بے حد مفید ہے۔ بالخصوص بچوں کی عمر اور دلچسپی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ قیمت بازار کے لحاظ سے بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔

حصہ اول نئے ۳۰ پیسے۔ دوم ۵۰ اور سوم و چہارم ۷۵، ۷۵ پیسے۔ مکمل سیٹ -/۲ روپے میں ربوہ کے دکانداروں کے علاوہ مجلس شعبہ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ سے مل سکتی ہیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواستہائے دعا

مکرم چوہدری سعید احمد صاحب ولد میاں سردار خان صاحب ایک حادثہ پیش آنے کی وجہ سے بہت زخمی ہو گئے ہیں اور دائیں ٹانگ کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ • بشیر احمد صاحب ظفر آنکھوں کے اپریشن کے لئے لیاقت میڈیکل کالج حیدر آباد میں داخل ہیں • میاں امیر الدین صاحب بھارت نگر لاہور سخت بیمار ہیں۔ • محمد مسعود خاں صاحب مندرانی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کئی دنوں سے بیمار ہیں۔ • محمودہ پروین صاحبہ تین ماہ سے بیمار ہیں۔ • محترمہ والدہ صاحبہ میاں عبد الرشید صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع گوجرانوالہ عرصہ سے پتہ کی مرض میں مبتلا ہیں۔ • چوہدری اسماعیل صاحب سابق ملازم لنگر خانہ قادیان حال ربوہ کی بیوی تقریباً ایک ماہ سے دل کے عارضہ سے بیمار ہیں۔ اور کمزوری بہت زیادہ ہے۔ • حکیم عبد الرحمن شاہ صاحب محلہ دار الرحمت غربی ربوہ کی منجھلی لڑکی آنکھوں کی دیرینہ مریض ہیں۔ اس وقت ڈسکہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب ان سب کے لئے

اہم اور ضروری خبروں کا خلاصہ

• لندن ۲۵ نومبر — برطانیہ کے وزیر اعظم ہیرلڈ ولسن نے واشگاف طور پر اعلان کیا ہے کہ برطانیہ نیٹو کی ایٹمی فوج میں شامل نہیں ہوگا۔ لیبر حکومت مغربی جرمنی کو ایٹمی طاقت بنانے کی مخالف ہے اور اس کے موقف میں کوئی تبدیلی متوقع نہیں۔ مسٹر ولسن نے دارالعوام میں قومی دفاع پر تقریر کرتے ہوئے ان سوالوں کا جواب نہیں دیا کہ آیا لیبر حکومت نے برطانیہ کو آزاد ایٹمی طاقت بنانے کا منصوبہ ترک کر دیا ہے۔ انہیں نے انکشاف کیا کہ وہ صدر جانسن سے اہم بات چیت کرنے ۷ دسمبر کو واشنگٹن جا رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ امریکی زعما سے بات چیت سے قبل ایٹمی اسلحہ کے بارے میں برطانیہ کی آئندہ پالیسی کا اعلان نہیں کیا جا سکتا۔

• سنگاپور ۲۵ نومبر — انڈونیشیا کے صدر سوکارنو نے کہا ہے کہ انڈونیشیا کو دبانے اور خوفزدہ کرنے کی کوئی سازش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ انڈونیشیا مضبوط، عظیم اور باوقار قوم ہے اور اس میں سامراجی طاقتوں کے حملے کا منہ توڑ جواب دینے کی پوری طاقت موجود ہے۔

انہوں نے انڈونیشی بحریہ کے نوجیوں کی بیویوں کی کانگریس کے اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ انکی بحری فوج راکٹوں اور جدید ترین اسلحہ سے لیس ہے اور جنوب مشرقی ایشیا میں اس سے بڑی کوئی دوسری طاقت موجود نہیں۔ علاوہ ازیں انڈونیشیا کو ایشیا اور افریقہ کے ممالک کے ۲ ارب پچاس کروڑ عوام کی مکمل حمایت حاصل ہے۔

• مدراس ۲۵ نومبر — یہاں گزشتہ تین دن کی شدید بارش سے دس ہزار مکان گر گئے اور تقریباً دس افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ بارشوں سے بے خانماں ہونے والے لوگوں کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔

• انقرہ ۲۵ نومبر — ترکی میں حزب اختلاف کی جسٹس پارٹی کے ارکان کی طرف سے مسلح افواج کے افسروں پر الزام تراشی اور مسلح افواج کے چیف آف سٹاف جنرل سعادت کے ردعمل سے ملک میں سیاسی بحران پیدا ہونے کا جو خطرہ پیدا ہو گیا تھا دور ہو گیا ہے۔ گزشتہ رات ترکی کی تمام سیاسی پارٹیوں کا ایک مشترکہ اجلاس صدر گرسل کی صدارت میں منعقد ہؤا۔ اس میں فیصلہ کیا گیا کہ جسٹس پارٹی کے ارکان نے پارلیمنٹ میں مسلح افواج پر جو الزام تراشی کی گئی ہے اس سے درگزر کیا جائے۔

سیاسی لیڈروں کے اجلاس کے بعد ایک اعلامیہ میں کہا گیا ہے۔ ترکی کے عوام اور سیاسی پارٹیاں متفقہ طور پر مسلح افواج کو مادرِ وطن کی محافظ، قومی آزادی کی نگہبان جمہوری اور آئینی حکومت کی پاسبان تصور کرتی ہیں۔ ملک کی مسلح افواج نے ہمیشہ عوام اور ملک کے مفادات کے تحفظ کے لئے اپنی جان کو خطرے میں ڈالا اور کبھی ان سے کوئی ایسی غلطی سرزد نہیں ہوئی جس سے ملک و قوم کے مفاد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو سکتا ہو۔ ملک کی تمام سیاسی پارٹیاں متفق ہو گئی ہیں کہ وہ اپنی رکنیت سے ایسے لوگوں کو نکال باہر کریں گی جو ملک کی وفادار اور شاندار فوج کی توہین کے مرتکب ہوں گے۔

• لندن ۲۵ نومبر — بیٹے نے جب ایک گمشدہ چھتری پولیس کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تو ماں نے اپنے بیٹے کو خود پولیس سے گرفتار کروا دیا۔

ریلوے کے قلی انیس سالہ جان ڈورے کو گاڑی کے ایک خالی ڈبے سے ایک بہت قیمتی چھتری ملی جسے کوئی مسافر بھول گیا تھا۔ جان ڈورے جب یہ چھتری لے کر گھر پہنچا تو اس کی ماں مسز ڈورے نے ہاتھی دانت کے دستے والی چھتری اس کے ہاتھ میں دیکھ کر مشورہ دیا کہ وہ یہ چھتری پولیس سٹیشن پہنچا دے لیکن جان ڈورے نے ماں کی نصیحت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ چھتری کو بیچ ڈالے گا۔

جان ڈورے بارش میں چھتری لئے گھر سے نکلا اس کی ماں نے پولیس کو فون پر اطلاع کر دی اور جب وہ ریلوے سٹیشن پر ایک مسافر کو چھتری خرید لینے کا مشورہ دے رہا تھا تو پولیس نے اسے گرفتار کر لیا۔

• کولمبو ۲۵ نومبر — توقع ہے کہ ۱۹۸۹ء تک لنکا کی آبادی دوگنی ہو جائیگی ماہرین کا کہنا ہے کہ آبادی میں اضافے کی موجودہ رفتار جاری رہی تو ۲۵ سال میں لنکا کی آبادی ۲ کروڑ ۳۰ لاکھ تک پہنچ جائیگی

ایک حالیہ جائزے میں بتایا گیا کہ لنکا کی آبادی ۲ء۸ فیصد سالانہ کی رفتار سے بڑھ رہی ہے۔ بیس سال قبل اضافے کی رفتار اوسطاً ۱ء۵ فیصد تھی۔

اندازہ ہے کہ اگر آبادی میں اضافہ کی موجودہ رفتار جاری رہی تو ملک کی آبادی جو ۱۹۶۳ء کے اندازے کے مطابق ایک کروڑ ۹ لاکھ تھی ۱۹۸۵ء تک دو کروڑ کے لگ بھگ ہو جائے گی۔

معلوم ہوا ہے کہ لنکا میں ۱۹۶۱ء میں پیدائش کی شرح ۳۵ء۸ تھی جو دنیا میں سب سے بلند شرحوں میں شامل ہے اور شرح اموات ۸ فی ہزار تھی جو دنیا میں سب سے کم شرحوں میں سے ہے۔

لاہور ۲۵ نومبر حکومت مغربی پاکستان نے یکم جنوری سے چینی کا راشن مکمل طور پر بحال کرنے کا فیصلہ کیا ہے یہ بات صوبائی وزیر خوراک ملک قادر بخش نے بتائی ہے انہوں نے کہا اب صوبہ میں اتنی چینی پیدا ہو رہی ہے کہ اگست میں چینی کے راشن میں جو کمی کی گئی اسے بحال کر دیا جائے۔

ملک قادر بخش نے اس افواہ کی تردید کی کہ حکومت ملکی چینی کی قیمت بڑھانے پر غور کر رہی ہے انہوں نے کہا کہ چینی کی قیمت میں اضافہ نہیں کیا جائیگا البتہ اس کی سپلائی بڑھائی جا رہی ہے۔

نئی دہلی ۲۵ نومبر بھارتی اخبار انڈین ایکسپریس کی اطلاع کے مطابق برطانیہ بھارتی بحریہ کے لئے ایک جدید آبدوز تیار کرنے پر رضامند ہو گیا ہے۔ توقع ہے کہ یہ آبدوز دو سالوں میں مکمل ہو جائے گی۔ اس سلسلے میں ضروری شرائط عنقریب طے کر لی جائینگی برطانیہ آبدوز کی تیاری کے دوران تربیتی مقصد کے لئے عارضی طور پر ایک آبدوز بھارت کو دے گا۔

ڈھاکہ ۲۵ نومبر بھارتی حکومت نے بیرو باڑی کی منتقلی کے سلسلہ میں پاکستان اور بھارت کے سروے افسروں کی ملاقات کی تجویز مسترد کر دی ہے یہ تجویز پاکستانی وفد کے سربراہ نے پیش کی تھی جو گزشتہ ہفتے مقررہ جگہ پر دونوں ملکوں کے سروے آفیسروں کے اجلاس میں شرکت کے لئے گئے تھے لیکن بھارتی وفد کے سربراہ کی عدم موجودگی کے باعث بات چیت نہیں ہو سکی تھی۔ پاکستانی وفد کے سربراہ نے کہا تھا کہ اب ۲۸ اور ۲۹ نومبر کو بات چیت کی جائے لیکن بھارت نے یہ تجویز مسترد کر دی ہے۔

مبصروں کا کہنا ہے کہ بھارت نے بات چیت کرنے سے جو انکار کیا ہے اس سے بھارتی احکام اور رہنماؤں کا رویہ واضح ہو جاتا ہے اس سے قبل وہ ۴ کانفرنسوں کو ناکام بنا چکے ہیں اس کے بعد یہ بہانہ بنایا گیا کہ کلکتہ ہائی کورٹ میں بیرو باڑی کی پاکستان کو مجوزہ منتقلی کے خلاف رٹ درخواست زیر سماعت ہے اس لئے اس سلسلے میں کوئی اقدام نہیں کیا جا سکتا لیکن اب عدالت اپنا فیصلہ دے چکی ہے۔ لیکن بھارتی حکام اب بھی نون نہرو معاہدہ کو عملی جامہ پہنانے پر تیار نہیں

جکارتہ ۲۵ نومبر انڈونیشیا کی بحری اور ہوائی فوجوں نے جاوا کے قریب جنگی مشقوں کا آغاز کیا ہے ان مشقوں میں گائیڈڈ میزائلز سے لیس آبدوز کشتیاں بھی حصہ لے رہی ہیں

دعائے مغفرت

میری والدہ گزشتہ جمعہ کی رات مورخہ ۲۰/۱۱/۶۴ کو بمقام کوئٹہ وفات پاگئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب جماعت مرحومہ کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(محمد یونس ویلفیئر انسپکٹر دوہڑی)

خصوصی ہیرے

و دیگر بیش قیمت پتھر و خوش دلپسند جدید قسم کے زیورات دستیاب ہیں

فرحت علی جیولرز - دی مال لاہور - فون نمبر ۲۶۲۲۳

ہمدرد لنسواں (اٹھرا کی گولیاں) دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس انیس ۱۹ روپے

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل کرنے کے نو اہم ذرائع

اِن ذرائع کو اختیار کئے بغیر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل کرنے کے نو اہم ذرائع بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"سورۂ فاتحہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ تم ایاک نعبد و ایاک نستعین کہا کرو۔ یعنی اے خدا! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں اب اس آیت (استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصٰبرین) میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ گُر بتایا ہے کہ مدد کس طریق سے حاصل کی جا سکتی ہے فرماتا ہے وہ ذرائع یہ ہیں کہ اول تو دین کے راستہ میں جو مشکلات اور مصائب پیش آئیں اور جو قربانیاں تمہیں کرنی پڑیں اُن سے گھبرایا نہ کرو۔ دوسرے ان امور سے جن سے اللہ تعالیٰ تم کو روکتا ہے رُکے رہو۔ تیسرے وہ قربانیاں جو قربِ الٰہی کے حصول کے لئے ضروری ہیں اُن کو ترک نہ کرو اور ان پر استقلال اور دوام اختیار کرو۔ چوتھے دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیوں کے بہترین نتائج پیدا کرے اور ان کو قبول فرماتے ہوئے تمہیں غلبہ بخشے۔ پانچویں غرباء سے ہمدردی اور شفقت کا سلوک کرو، تا مخلوقِ خدا کو آرام پہنچانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ بھی تم سے خوش ہو چھٹے خدا تعالیٰ سے اپنے قصوروں کی معافی طلب کرتے رہو۔ ساتویں انبیاء پر درود بھیجا کرو کیونکہ اُن کے ذریعے سے ہی تم کو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی توفیق ملی ہے۔ آٹھویں خدا تعالیٰ کے دین پر استقلال کے ساتھ قائم رہنے کی کوشش کیا کرو۔ نویں عبادت پر مضبوطی سے قائم رہو۔ یہ سب امور خدا تعالیٰ نے کامیابی کے حصول کے بیان فرمائے ہیں۔ پس جو شخص چاہتا ہے کہ اسے خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل ہو اُس کے لئے اِن نو باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

بندے کا صرف اپنے مُنہ سے خدا تعالیٰ کو یہ کہنا کہ الٰہی میری مدد کر کوئی معنے نہیں رکھتا۔ مدد حاصل کرنے کے لئے پہلے اِن ذرائع پر عمل کرنا ضروری ہے۔ جو شخص گھبرا کر مایوس ہو جاتا ہے اور پھر یہ اُمید رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے اُس کی مدد کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے وہ اس کی مدد حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کو پس پُشت ڈال دیتا ہے اور ساتھ ہی یہ امید رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے اُس کے لئے نازل ہوں گے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص قربانیوں سے ہچکچاتا اور خدا تعالیٰ کی عائد کردہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے قاصر رہتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص دُعا نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ طور پر گڑگڑاتا نہیں اور اسکے باوجود اُس کی معجزانہ تائید کا امیدوار رہتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص دین کے معاملے میں غیرت سے کام نہیں لیتا اور اس کی ترقی میں ممد نہیں ہوتا وہ دشمنوں کے مقابلہ میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص غرباء اور مساکین پر شفقت نہیں کرتا اور اُن کی مشکلات کو دُور کرنے میں ہاتھ نہیں بٹاتا وہ اپنی مشکلات کے وقت خدا تعالیٰ کی تائید حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر درُود نہیں بھیجتا، اُن کے لئے دعائیں نہیں کرتا اور اُن کے احسانات کے شکریہ کا احساس اپنے دل میں نہیں رکھتا وہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ جو شخص عبادت اور خدمتِ دین کے لئے اپنی ساری عمر وقف نہیں کرتا وہ قربِ الٰہی کے اعلیٰ مدارج پانے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ پھر باوجود ان سب باتوں پر عمل کرنے کے جو شخص یہ محسوس نہیں کرتا کہ مَیں نے کچھ بھی نہیں کیا اور اپنے عمل پر اتراتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ (تفسیر سورۂ بقرہ)

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو
مٹ جاؤں مَیں تو اسکی پروا نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو
شیطاں کی حکومت مٹ جائے اِس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفٰےؐ ہو
(کلام محمود)

ایک فوری اور ضروری تحریک

(محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر فضلِ عمر ہسپتال ربوہ)

احباب جماعت کے تعاون کے ساتھ فضلِ عمر ہسپتال ربوہ اور مضافات کے دیہات کے نادار مریضان کا علاج مفت کر رہا ہے مگر ماہ نومبر میں اس مد میں رقم نہ صرف یہ کہ ختم ہو گئی ہے بلکہ پانچ صد روپیہ قرض ہو گیا ہے۔ دوستوں نے جس طرح خاص احساس کے ساتھ اپنے نادار مریض بھائیوں کا خیال رکھا اور صدقات کی رقوم ان کے علاج کے لئے بھجواتے رہے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور ان کے سب عزیزوں کو بیماریوں سے بکلی شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

اب جو صورتِ حال پیدا ہو گئی ہے اس سے نادار مریضان کا علاج مجبوراً بند کر دیا گیا ہے جو نہایت تکلیف دہ ہے لہذا خاکسار سب احباب جماعت کی خدمت میں درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنی جملہ پریشانیوں اور اپنے عزیزوں کی بیماریوں کے لئے صدقہ دیتے وقت ان غریب بھائیوں کے علاج کا خیال رکھیں اور زیادہ سے زیادہ صدقات کی رقوم فضلِ عمر ہسپتال کو بھجوائیں تا یہ صدقہ جاریہ ہمیشہ کے لئے جاری رکھا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین وما توفیقنا الا باللہ۔

دُنیا کی تقریباً پچاس مختلف زبانوں میں تقاریر

حسبِ سابق امسال بھی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء کے موقعہ پر مورخہ ۲۶/۱۲/۶۴ بروز ہفتہ بوقت سات بجے شب دنیا کی تقریباً پچاس مختلف زبانوں میں تقاریر کروانے کا انتظام کر رہی ہے۔ جو دوست اس موقعہ پر کسی زبان میں تقریر کرنا چاہتے ہوں یا کر سکتے ہوں وہ خاکسار سے رابطہ پیدا کریں۔ تقریر کے لئے ایک اقتباس دیا جائے گا جس کا ترجمہ متعلقہ زبان میں کر کے پڑھنا ہوگا۔

جو دوست ایک سے زیادہ زبانوں میں تقریر کر سکتے ہوں وہ بھی مطلع فرماویں۔ نیز امراء صاحبان اور قائدینِ مجالس سے بھی گزارش ہے کہ اگر ان کے علم میں کوئی دوست کسی خاص زبان میں تقریر کر سکتے ہوں تو ان کے کوائف سے بھی مطلع فرما دیں۔ نیز اس امر سے بھی مطلع فرماویں کہ آیا وہ دوست امسال جلسہ سالانہ پر ربوہ تشریف لا رہے ہیں۔

مہتمم تحریکِ جدید
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء

مورخہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۶۴ء کو ربوہ میں منعقد ہوگا

احبابِ جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعتِ احمدیہ کا جلسہ سالانہ مورخہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۶۴ء بروز ہفتہ۔ اتوار۔ پیر بمقام ربوہ منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ احباب جماعت ابھی سے عزم کر لیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہو کر اسکی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہوں گے۔ (ناظر اصلاح وارشاد ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴